REVIEW OF RESEARCH
IMPACT FACTOR : 5.7631(UIF) UGC APPROVED JOURNAL NO. 48514 ISSN: 2249-894X
VOLUME - 8 | ISSUE - 2 | NOVEMBER - 2018

# جوش ملیح آبادی بحیثیت ترقی پسند شاعر

اسوسی ایٹ پروفیسرڈاکٹرشیخ میمونہ اللہ بخش
یو۔ای۔ایس۔مہیلا مہاودھیالیہ ، شولاپور

ترقی پسند شاعروں کا نام آتے ہی چندشعراء کے ساتھ جوش ملیح آبادی کا نام ذہن میں اُبھرتاہے اور دو حیثیتوں سے اپنی طرف متوجہ کرتاہے۔ شاعر انقلاب، شاعر شباب بھی کہا گیا ہے۔ دورِ حاضر کے بیشتر ناقدین ادب نے ترقی پسند تحریک کا جائزہ لیتے ہوئے جوش ملیح آبادی کی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اردو میں ترقی پسند تحریک کو آگے بڑھانے میں جوش کا قابلِ قدر حصہ رہا ہے۔ ترقی پسند تحریک کے ابتداء سے ہی جوش اس سے متعلق ہو گئے تھے اور آخر تک نہ صرف یہ کہ اس تحریک کے ساتھ رہے بلکہ اپنی تخلیقات میں ترقی پسندانہ نظریات سے استفادہ بھی کیا۔ لیکن جب ہم جوش کی شاعری کا جائزہ لیتے ہیں تو ان کے یہاں ہمیں بہت سے وہ موضوعات شروع سے ہی کارفرما دکھائی دیتے ہیں جو ترقی پسند شعراء کے یہاں خصوصیات کے حامل ہیں۔

جوش ملیح آبادی کی شاعری کا زمانہ ۲۰ویں صدی سے ہی شروع ہوتاہے۔ انہوننے اپنی شاعری کی ابتداء سے ہی اپنی نظموں میں ایسے موضوعات اختیار کرنا شروع کرد ئیے تھے جو ترقی پسند تحریک کے آغاز کے بعد اُردو شعراء نے اپنی تخلیقات میں اختیار کیے۔ یہ تحریک ۲۰ویں صدی کے ابتداء سے ہی رونما ہونے والی معاشی، سیاسی اور سماجی تبدیلیوں کانقطۂ ارتقاء بھی۔ اس لحاظ سے جوش کی شاعری میں ترقی پسندانہ عناصر کا ملنا تعجب خیز نہیں۔ ۱۹۳۶ء میں لکھنؤ میں جو کانفرنس ہوئی تھی اس میں ادب کی مقصدیت پر زور دیا گیا ۔ سرمایہ دارانہ نظام سے تہذیب و کلچر کو خطرات تھے۔ ان سے ادیبوں کو آگاہ کیا گیا اور بتایا گیا کہ فنکار کا منصب یہ ہونا چاہیے کہ وہ ادب کے ذریعے انسانیت جمہوریت اور اُخوت و مساوات جیسی اقدار کو ترجیح دیں۔

اس تحریک کو ہندوستان کی مختلف زبانوں کے ادیب اور شاعروں کا تعاون حاصل تھا۔ بعد ازاں وہ تمام فنکار تحریک کے مقاصد کے حصول کے لئے سرگرم عمل ہو گئے۔ ترقی پسند تحریک نے اردو ادب پر اپنے گہرے اور ہمہ گیر اثرات مرتب کئے اور اردو کے مختلف اصناف ادب اِس تحریک سے متاثر ہوئے لیکن خاص طور پر اُردو شاعری پر ترقی پسند تحریک کے بہت زیادہ اثرات پڑھے اور اس تحریک کے زیر اثر اردو شاعری میں ایک کثیر سرمائے کا اضافہ ہوا۔ شاعروں کی ایک پوری نسل جس میں جوشؔ ، مجازؔ، مخدومؔ، جذبیؔ، علی سردار جعفریؔ، فیض احمد فیضؔ، مجروؔح وغیرہ سامنے آئے۔ ترقی پسند تحریک کے زیر اثر اردو شاعری میں نظم گوئی کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔ اس تحریک سے اردو شاعری میں مقصدی اور موضوعاتی نظموں کو اہمیت حاصل ہوئی۔ انقلابی رجحان کے تحت غلامی کے خلاف سامراج کی چالاکیوں اور آزادی کے موضوعات پر بھی بے حساب نظمیں کہی گئی۔ حقیقت نگاری کے تحت ترقی پسندوں نے اپنی نظموں میں عام انسانی زندگی کی تصویر کشی کے ساتھ ساتھ عام انسانی زندگی کے مسائل اور نچلے غریب طبقے کے دکھ درد ، پریشانیوں اور مصیبتوں کی بھی بھرپور ترجمانی کی ہے اور ان کے اسباب

کو بھی بے نقاب جہالت میں پیش کیا۔ ترقی پسند تحریک کے زیر اثر اردو شاعری میں محبت اور محبوب کا ایک تقریباً نیا تصور سامنے آیا اور شاعری کے اظہار اور زبان و بیان کے پیرایوں پر بھی اپنے اثرات مرتب کئے۔

اردو شعر و ادب میں ترقی پسندانہ اور انجمن ترقی پسند مصنفین کے اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے جب ہم جوشؔ کی شاعری کے موضوعات ان کے انداز بیان اور لب و لہجہ پر نظر ڈالتے ہیں تو جوش ہمیں کافی اہم دکھائی دیتے ہیں اس تحریک سے پہلے جوشؔ ملیح آبادی نے اپنی انفرادیت قائم کر لی تھی اور وہ ایک خالص نظم گوئی کی حیثیت سے معروف ہو چکے تھے۔

جوش کی ۱۹۳۶ء سے قبل کی نظموں سے یہ صاف واضح ہے کہ جو کام پریم چند نے افسانوی ادب کے ذریعے انجام دے رہے تھے جوش نے اپنی شاعری میں اسے مقام دیا۔ جوش کی حقیقت پسندی ، مقصدیت اور انقلاب کی نعرہ بندی ان کے اجتہادی ذہن کی دلیل ہے۔ جوشؔ کی قادرالکلامی کا معجزہ تھا۔ انہوں نے غیر شاعرانہ موضوعات کو بڑی خوبی کے ساتھ شاعرانہ بنا دیا۔ جوش کے سرگرم جذبے نے ابتداء ہی سے دنیا اور بالخصوص غلام ہندوستان کے زخموں کو محسوس کر لیا تھا۔ اس لئے ان کی نظموں میں جو تڑپ ، سرگرمی ، جوش اور جذبہ موجزن ہے اس کی جھلک ان کے پیش روئوں میں کہیں نہیں ملتی۔ ''حالاتِ حاضرہ'' شکستِ زنداں کا خواب ، ''دام غریب'' گرمی اور دیہاتی بازار ، ہم لوگ وغیرہ قابل ذکر نظمیں ہیں۔ ان نظموں میں جوش نے آزادی ، انقلاب ، بغاوت اور حقیقت کی بھرپور ترجمانی کی ہے۔ انہیں موضوعات کو ترقی پسند مصنفین نے بہت بعد میں اپنایا تھا۔ ''حالات حاضرہ'' جو پہلی جنگِ عظیم کے زمانے میں لکھی گئی تھی۔جوشؔ نے ہندوستانی حالات سے عوام کو آگاہ کرتے ہوئے جنگ کے نقصانات بھی بتائے ہیں اور اس کا احساس دلاتے ہوئے کہتے ہیں ۔

ہر چیز پر سکوت ہے ہر شے پدیاس ہے
غمِ حکمراں سے دہر میں دُنیا اداس ہے

یہ جنگ کیا ہے ایک مجسم جنوں ہے
گلزار کائنات کے شانوں میں خون ہے

ان کی ایک اور نظم ''شکستِ زنداں کا خواب'' جو کہ ۱۹۲۱ء میں لکھی گئی تھی۔ جوشؔ کی سیاسی اور سماجی سوجھ بوجھ اور عالمی ہمتی کی مثال ہے۔ اس نظم میں جوش نے ہندوستان کو ایک قید خانے کی شکل میں پیش کیا ہے۔ اس قید خانے کے قیدی اب انقلاب برپا کر نے والے ہیں۔ وہ اکھٹے ہونے لگے ہیں وہ اب قید کی زندگی سے اُکتا گئے ہیں اور غصے میں بے قابو ہو نے لگے ہیں۔ بادشاہ وقت کا چہرہ ان کی اس کیفیت سے خشک نظر آرہا ہے۔ جوشؔ اس نظم میں خطاب کا انداز اختیار کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

کیا ان کو خبر تھی ہونٹوں پر جو قُفل لگایا کرتے تھے
ایک روز اس خاموشی سے ٹپکیں گی دہکتی تقریریں

۱۹۲۸ء میں سائمن کمیشن کی آمد کے موقع پر ایک نظم ''دام فریب'' لکھ کر اپنے قلبی تاثرات پیش کئے۔ ۱۹۳۱ء میں زنداں کا گیت لکھ کر قفس کی کروٹوں میں طوفان کی آمد کی اطلاع اور آزادی کی شدید خواہش کا کھلا اظہار کیا۔ اس طرح نظم ''ہوشیار'' میں ملک کے مزدوروں کو سرمایہ داری کے خطرات سے آگاہ کیا۔ نظم ''لمحہ آزادی'' میں جو انہوں نے ۱۹۳۱ء میں لکھی تھی غلامی سے اپنی نفرت کا اظہار اس طرح کیا تھا۔

کہ آزادی کاا یک لمحہ ہے بہتر

غلامی کی حیات جاوداں سے

آزادی کی ایک پل کو غلامی کی حیات جاوداں پر ترجیح دے کر جوش نے بجا طور پر آزادی اور غلامی کے فرق کو واضح کر دیا تھا۔ ان نظموں کا جائزہ لینے کے بعد ہم بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ جوش کی نظموں میں انقلاب ، بغاوت ، آزادی ، امن اور حقیقت کی تصویر کشی جیسے مضامین ترقی پسند تحریک کے وجود میں آنے سے پہلے ہی نظر آچکے تھے۔ ترقی پسند تحریک کے بعد یہ مضامین اور طاقتور ہو کر ابھرے ہیں۔ ان کی اس دور کی ایک اہم اور مقبول نظم ''ایسٹ انڈیا کمپنی کے فرزندوں کے نام'' کے لئے اگر یہ کہا جائے کہ ترقی پسند ادب کے فن پاروں میں اس سے زیادہ مقبول کوئی اور نظم نہیں ہو سکتی ہے تو غلط نہ ہوگا۔ یہ نظم آج بھی اتنا ہی اثر پڑھنے والے پر طاری کرتی ہے ، ملاحظہ ہو :

کس زباں سے کہہ رہے ہو آج تم سودا گرو!
دہر میں انسانیت کے نام کو اونچا کرو

جب یہاں آئے تھے تم سوداگری کے واسطے
نوع انسانی کے مستقبل سے کیاو اقف نہ تھے؟

جوش نے اپنے زمانے کے مسائل کو اپنی شاعری میں اسطرح سمو دییا ہے کہ وہ ترقی پسندوں کے پیش رو کی حیثیت کے حامل بن گئے ہیں اور یہی سبب ہے کہ ترقی پسندوں نے اگر کسی کو آخری وقت تک قبلۂ رندان جہاں تسلیم کیا ہے تو وہ صرف جوش ہیں۔ جوش کی باغیانہ اور مجاہدانہ روش اور ان کا انداز کج کلہی ارد وشاعری کا سرمایۂ افتخار رہے گا۔

OOOOO

جوش ملیح آبادی

اسوسی ایٹ پروفیسرڈاکٹرشیخ میمونہ اللہ بخش
یو۔ای۔ایس۔مہیلا مہاودھیالیہ ، شولاپور